قسط ۲

جامعہ دار العلوم بلتستان تاریخ کے آئینے میں

عبدالرحیم روزی

جامعہ دار العلوم بلتستان

حافظ کریم بخش بحیثیت ناظم:

حافظ و مفتی کریم بخش بن محمد جان رحمہ اللہ نے بلتستان کے موضع غواڑی میں ۱۳۱۶ھ میں آنکھیں کھولیں اور ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے عم زاد بھائی مولانا محمد موسی بن محمد علی کے مدرسہ دار الحدیث غواڑی میں حاصل کی۔ پھر مزید حصول علم کا شوق اور ولولہ آپ کو ۱۹۱۶ء میں بعمر 21 سال مدارس ہندوستان کی طرف کشاں کشاں لے گیا۔ اس وقت برصغیر میں مدرسہ نذیریہ شہرہ آفاق تھا۔ یہیں آپ نے گھٹنے ٹیک دیئے اور مولانا شرف الدین دھلوی سے علوم معقولات و منقولات میں عبقریت حاصل کر کے ۱۳۴۳ کو فراغت پائی۔

اس کے بعد ۱۳۴۴ھ بموافق ۱۹۲۳ کو ۴۸ سال کی عمر میں جائے پیدائش غواڑی بلتستان مراجعت فرمائی۔ اور پہلی فرصت میں قرآن مجید حفظ کیا۔ دعوت و ارشاد اور درس و تدریس کا فریضہ مدرسہ چھورکاہ شگر اور چھوربٹ میں سرانجام دیا۔ اور مدرسہ منار الہدی بلغار میں آپ ناظم بھی تھے۔ اس طرح جگر گوشان علاقہ کی تربیت و تزکیہ نفس کرتے رہے۔ ۱۳۵۸ کو مولانا محمد موسی نے دار الحدیث غواڑی بلتستان میں طلب کر کے آپ کو اپنا جانشین نامزد فرمایا۔ ۱۳۶۵ھ ۱۹۴۵م میں جب الشیخ محمد موسی نے اپنی جان جہان آفرین کے سپرد کی تو دار الحدیث غواڑی کا تمام بار آپ کے کندھوں پر آن پڑا۔

دار الحدیث سے دار العلوم اسلامیہ بلتستان:

جامعہ دار العلوم کا سنگ بنیاد اخلاص نیت اور تقوی پر رکھا گیا تھا۔ اسی کا ثمرہ ہے کہ نشیب و فراز سے گزر کر ترقی کے منازل طے کرتا چلا آرہا ہے اور بانی علیہ الرحمۃ کی امنگوں کو عملی جامہ پہناتا آیا ہے۔ جب بھی یہ ادارہ ترقی کا ایک زینہ طے کرتا گیا نام میں بھی اسی نسبت سے تبدیل آتی گئی۔ چنانچہ تاریخ تاسیس ۱۳۱۰ھ بمطابق ۱۸۹۲ء سے دار الحدیث غواڑی کہا جارہا تھا۔ یہ پنجاب میں حافظ وزیرآبادی کے مدرسہ کا بھی نام تھا۔ اس سے امتیاز کی خاطر بعض قدیم دستاویزات میں مکتب اور مدرسہ کا سابقہ بھی دار الحدیث کے ساتھ چسپاں نظر آتا ہے۔ استاد محترم عبدالباقی خان صاحب کے بیان کے مطابق دار الحدیث کا نام آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس کی طرف سے رکھا گیا تھا۔ جو کہ مولانا مفتی کریم بخش کے ابتدائی دور نظامت تک برقرار رہا۔ استاد محترم محمد حسن اثری نے بتایا کہ دار الحدیث کا دائرہ کار بانی علیہ الرحمۃ کی ذات یا اس کے خاندان تک محدود تھا' جماعت اہلحدیث بلتستان کا اس میں کوئی دخل نہ تھا۔ حافظ کریم بخش نے نظامت سنبھالنے کے بعد سب سے پہلا قدم یہ اٹھایا کہ ۱۳۶۵ھ

بمطابق ۱۹۴۵ء کو اسے انجمن اسلامیہ بلتستان کی تحویل میں دے دیا۔اس موقع پر انجمن اسلامیہ نے اس ادارے کا نام "دارالعلوم اسلامیہ بلتستان" رکھا۔یہ نام حافظ کریم بخش کے آخری عہد تک برقرار رہا۔اس کے بعد جب انجمن اسلامیہ دارالعلوم کے نظم و نسق سے کنارہ کش ہوئی تو لفظ (اسلامیہ) کے لاحقے کو ختم کر کے دارالعلوم بلتستان غواڑی نام رکھا گیا۔موضع غواڑی میں واقع ہونے کی مناسبت سے بعض تحریروں میں دارالعلوم غواڑی کے نام سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔

متحدہ ہند کی طرف سفیر کی تقرری:

دارالعلوم اور طلباء کے اخراجات کے لئے غواڑی اور دیگر مواضع سے صدقہ ،زکاۃ اور چندے جمع کئے جاتے۔اس کے علاوہ آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس کی طرف سے کچھ امداد آتی تھی۔مگر قلت وسائل سے وسیع پیمانے پر کام کرنے کی گنجائش نہ ہوتی لہذا انجمن اسلامیہ نے الحاج عبدالرحمٰن المکی کو سند سفارت دیکر متحدہ ہند کی طرف روانہ کر دیا۔چنانچہ ۱۹۴۵ء کو چندہ جمع کرنے اور نامور علماء سے دارالعلوم کے حق میں تصدیق اور تعاون کی اپلیں حاصل کرنے کی غرض سے موصوف دھلی پہنچ گئے۔لیکن اس وقت تحریک پاکستان کے زور پکڑنے کی وجہ سے خاطر خواہ مالی تعاون حاصل نہ ہوا۔البتہ موصوف نے مشاہیر علمائے وقت سے تصدیقات حاصل کر لئے جو کہ تقسیم ملک کے بعد مغربی پاکستان سے مالی تعاون حاصل کرنے میں موثر ثابت ہوئیں۔چنانچہ ۱۳۷۵ھ بمطابق ۱۹۵۵ میں حاجی خلیل الرحمٰن پاکستان میں مشاہیر علماء اور مخیر حضرات کی خدمت میں دارالعلوم کا تعارف کرانے کے لئے روانہ ہوئے یہ دورہ بڑی حد تک کامیاب رہا اور آمدنی کا سلسلہ قائم ہوا۔

خلاصہ تصدیقات مشاہیر علماء قبل از انقلاب:

حاجی عبدالرحمٰن مکی کے توسط سے حاصل شدہ تصدیقات کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔

1- میں تصدیق کرتا ہوں کہ تبت یا بلتستان کا واقعہ صحیح ہے...... میں ناظم مولوی کریم بخش صاحب کو بھی جانتا ہوں، یہیں دھلی سے فارغ التحصیل ہو کر گئے ہیں...... یہ اعلاء کلمۃ اللہ کی امداد ہے۔اس میں حصہ لینا بڑا ثواب ہے۔مخیر حضرات بے دریغ اس کی امداد کریں۔ (ابو سعید محمد شرف الدین صاحب تنقیح الرواۃ)

2-ایسے نیک اور مبارک کام کیلئے آگے بڑھنا اور امداد کرنا صحیح معنوں میں انصار اللہ بننا ہے۔اس لئے سب مخلص مسلمان اس بارے میں امداد کریں۔ (سید محمد داؤد غزنوی)

3-بعض حضرات کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ مخلص اصحاب ہیں۔اور مجھے اس ملک بلتستان کے مذہبی حالات کا بھی علم ہے ان لوگوں نے پنجاب وہندوستان میں تکالیف برداشت کر کے تحصیل علوم کی۔اور اسی طرح اب تبلیغ میں ہر قسم کی تکالیف برداشت کر رہے ہیں۔بناء علیہ میں سفارش کرتا ہوں کہ یہ لوگ ہر قسم کی امداد کے مستحق ہیں۔

(ابو اسحاق نیک محمد صدر مدرس مدرسہ غزنویہ)۔

4-میں مسلمانوں سے درد مندانہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس خطہ کشمیر (بلتستان) میں تعلیم و تبلیغ حق کے سلسلہ کو مستحکم اور

مضبوط کرنے کے لئے پوری پوری فراخدلی سے کام لیں۔اور دامے 'درمے' سخنے 'قلمے خدمت میں دریغ نہ کریں۔

(محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند)

5-میں ان سب کو جانتا ہوں کہ مخلص اور توحید و سنت کے شیدائی ہیں۔ان کی کوششوں سے تبت خورد میں اہلحدیث جماعت کی کافی ترقی ہو رہی ہے ان کی امداد عین دین خدا کی امداد ہے۔ (محمد یونس مدرسہ نذیریہ)

ان کے علاوہ مفتی کفایت اللہ دارالعوم دیوبند' مولانا شبیر احمد عثمانی' شیخ الادب مولانا اعزاز علی وغیر ہم سے تصدیقات لی گئیں۔(جزاھم اللہ خیرا)۔

ان حضرت گرامی قدر نے والہانہ انداز میں دارالعلوم کیلئے تصدیقات قلمبند کیں۔ان کے ایک ایک لفظ سے دارالعلوم کے ساتھ گہری عقیدت واضح ہوتی ہے۔یہ نفوس قدسیہ ہزاروں میل دور ہونے کے باوصف محبت و تائید میں قریب تھے۔بقول علامہ اقبال

بتان رنگ وخون کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی ' نہ ایرانی نہ افغانی

بعض داعیان کیلئے مشاہرہ:

دارالعلوم بلتستان کیلئے جس طرح اہلحدیث کانفرنس انڈیا کی طرف سے محدود امداد آتی تھی۔اسی طرح بلتستان کے بعض داعیوں کیلئے بھی مشاہرہ آتا تھا۔تاکہ مبلغین یکسو ہوکر دعوت و تبلیغ کے فرائض سرانجام دے سکیں۔

ذیل میں اسکی جھلک ہے:۔

نمبر شمار	نام داعیۃ	جائے مدرسہ	مقدار تنخواہ
1	الشیخ محمد موسیٰ	غواڑی اسکردو ضلع کشمیر	10روپے
2	الشیخ حافظ کریم بخش	غواڑی اسکردو ضلع کشمیر	10روپے
3	سید ابوالحسن کریسی	کیریس اسکردو ضلع کشمیر	10روپے
4	مولوی محمد جان	براہ اسکردو ضلع کشمیر	8 روپے
5	الشیخ عبدالصمد	بلغار اسکردو ضلع کشمیر	10روپے
6	الشیخ عبدالمنان	کیریس اسکردو ضلع کشمیر	10روپے
7	الشیخ رضاءالحق	کیریس اسکردو ضلع کشمیر	10روپے
8	مولوی عبیداللہ	کیریس اسکردو ضلع کشمیر	10روپے
9	مولوی عبدالکریم	چھوربٹ اسکردو ضلع کشمیر	10روپے

10	مولوی عبدالرشید	چھوربٹ اسکردو ضلع کشمیر	10روپے
11	حافظ عبدالرحمان	چھوربٹ اسکردو ضلع کشمیر	10روپے
12	الشیخ عبدالقادر ابراہیم	یوگو اسکردو ضلع کشمیر	10روپے
13	مولوی محمد علی	شگر اسکردو ضلع کشمیر	10روپے

یہ مشاہرے تقسیم ہند 1947 تک جاری رہے۔ اس کی بندش سے بلتستان میں تحریک توحید وسنت کو معاشی طور پر دھچکا لگا۔ تاہم بعد میں اللہ تعالی نے پاکستان سے کفالت کا بندوبست فرمایا۔ والحمد للہ۔

انجمن اسلامیہ بلتستان پر ایک نظر:

انجمن اسلامیہ وہ واحد پلیٹ فارم تھا جس سے اہل سنت والجماعت اتحاد بین المسلمین کیلئے سعی کرتے اور بلتستان و کشمیر کی ڈوگرہ حکومت کے خلاف آزادی کیلئے جد پیہم کرتے تھے۔ بالآخر بلتستان نے ان کے چنگل سے گلو خلاصی پائی اور غلامی کا طوق گردن سے اتار پھینکنے کی سعادت حاصل کی۔

انجمن اسلامیہ کا سنگ بنیاد مناظر اہلسنت 'بلبل بلاغت' سید ابوالحسن کریسی نے رکھا تھا اور یہ ۱۹۳۸ء مطابق ۱۳۵۹ھ کا واقعہ ہے۔ مختلف ادوار میں جید علماء کرام اس کے صدر منتخب ہوئے اور حسب امکان اپنی صلاحیت بروئے کار لا کر ملک و ملت کیلئے بے لوث خدمات سرانجام دیں۔ سطور ذیل میں ان حضرات گرامی کے نام بمعہ مدت صدارت بیان کئے جاتے ہیں جنہوں نے انجمن اسلامیہ بلتستان کی سرپرستی کا شرف حاصل کیا۔

نمبر شمار	نام	ازسال	تاسال	کیفیت
1	الشیخ سید ابوالحسن کریسی	۱۹۳۸ء	۱۹۳۹ء	
2	الشیخ عبدالملک بلغاری	۱۹۴۰ء	۱۹۴۱ء	
3	الشیخ عبدالقادر یوگوی	۱۹۴۲ء	۱۹۴۳ء	
4	الشیخ محمد کثیر خپلوی	۱۹۴۴ء	۱۹۴۸ء	
5	الشیخ عبدالمنان کریسی	۱۹۴۹ء	۱۹۵۳ء	
6	الشیخ حافظ کریم بخش	۱۹۵۳ء	۱۹۵۸ء	تاوفات
7	الشیخ مفتی عبدالقادر	۱۹۵۸ء	۱۹۸۳ء	تاوفات

انجمن اسلامیہ کے اغراض ومقاصد:

1- روئے زمین پر بلا شرکت غیرے حاکم صرف اللہ تعالی ہے اور حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں جو مکمل نظام حاکمیت

کے قیام کیلئے مبعوث ہوئے۔ ہماری ذمہ داری انہی کی پیروی ہے۔

2- معاشرے میں قرآن و سنت کی تعلیمات کے ساتھ ساتھ جدید علوم و فنون کا بندوبست کر کے ناخواندگی دور کرنا۔

3- معاشرے میں جذبہ جہاد پیدا کر کے آزادی کشمیر کے لئے جدوجہد کرنا اور پاکستان کے ساتھ الحاق کرانا۔

4- افہام و تفہیم اور رواداری کے اصولوں کے تحت مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق کو فروغ دیکر' شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے فرقہ بندی اور مذہبی تعصبات کو بیخ وبن سے اکھاڑ پھینکنا۔

انجمن اسلامیہ کا تنظیمی ڈھانچہ:

مندرجہ بالا اہداف کے حصول کیلئے درج ذیل ڈھانچہ قائم کیا گیا۔

1- مقامی ادارہ: اس ادارے کو ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل تھی۔ یہ ہر گاؤں میں ہوتا تھا۔ جس کی ذمہ داری عوام سے رابطہ رکھنا' انجمن کے حق میں رائے عامہ ہموار کرنا نیز مقامی صدقات وخیرات جمع کرنا تھی۔

2- ادارہ عامہ: یہ ادارہ مختلف علاقوں میں کم از کم سالانہ دوبار کانفرنس منعقد کرتا تھا۔ اس کے اراکین مقامی اداروں سے منتخب ہوتے تھے۔ جو کہ بلحاظ آبادی کثرت رائے سے چنے جاتے تھے۔

3- مجلس شوریٰ: اس کے ممبران ادارہ عامہ سے لئے جاتے تھے اور نظام انتخاب جمہوریت کے طرز پر قائم تھا۔

4- انتظامی ادارہ: اس کے اراکین میں صدر' نائب صدر' سیکرٹری' خزانچی اور ناظم نشر واشاعت شامل تھے۔

دعوتی و تبلیغی کانفرنسیں:

مختلف گاؤں اور قصبوں میں انجمن اسلامیہ بلتستان کی زیر نگرانی دعوت و تبلیغ کے کانفرنس ہوا کرتے تھے۔ ان میں فصیح البیان' خوش الحان واعظین اور شعلہ بیان مقررین شریک ہوتے تھے۔ مقامی حالت اور مقتضائے حال کو مد نظر رکھ کر مختلف موضوعات پر کھل کر اظہار رائے کیا جاتا تھا۔ جو کہ کتاب و سنت اور عقل صحیح کے دلائل سے آراستہ ہوتا۔ ان جلسوں میں مختلف طبقہ فکر کی شخصیات کو بھی دعوت دیجاتی تھی۔ اور عوام بھی غیر معمولی تعداد میں شریک ہوتے تھے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں فضائل اہل بیت' عقائد اہلسنت والجماعت وغیرہ پر سیر حاصل تقریریں ہوتیں' تو دیگر مکاتب فکر کے دل و دماغ سے اہلسنت والجماعت کے خلاف پائے جانے والے شکوک و شبہات خس و خاشاک کی طرح اڑ جاتے تھے۔

انجمن اسلامیہ بلتستان کا اختتام:۔

جوں جوں سادہ زندگی کو الوداع کر کے انسان پر تکلف دور میں داخل ہو گیا اشیائے صرف کی قیمتیں آسمان سے باتیں کرنے لگیں' کانفرنس میں شرکاء کی تعداد میں بھی غیر معمولی اضافہ ہونے لگا۔ تو اکثر علاقوں میں سلفیوں کی قلیل تعداد پر جم غفیر کے اخراجات گراں ہونے لگے نیز خود انجمن بھی بعض مسائل و مشاکل کی شکار ہوئی۔ ان سب عوامل و محرکات کی وجہ سے

انجمن کی کشتی ہچکولے کھانے لگی۔ چنانچہ ۱۹۸۷ کو موضع کھرفق کے جلسے کے بعد انجمن کی بساط لپیٹ دی گئی۔ اور تحریک توحید و سنت" جمعیت اہلحدیث بلتستان" کے نام سے اسی نصب العین کی خاطر اپنے مشن پر روانہ ہوگئی اور جدید انداز میں دعوت و تبلیغ کی کانفرنسیں اور پروگرام منعقد کرنے لگی۔ اسطرح جماعتی امور خیر وخوبی سرانجام پارہے ہیں۔

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

دار العلوم بلتستان غواڑی کی مرکزیت:

مولانا عبدالباقی وغیرہ بزرگوں کے افادات کے مطابق انجمن اسلامیہ کی کانفرنسوں کے دوران غواڑی 'کریس اور بلغار کے تینوں مدارس میں سے ایک کو مرکزی حیثیت دینے کی شدید ضرورت محسوس کی گئی اور کافی بحث و تمحیص کے بعد اس نقطہ پر اتفاق رائے ہوا کہ جو گاؤں ساٹھ طلباء کے اخراجات برداشت کرنے کی ذمہ داری اٹھائے 'اسی گاؤں کا مدرسہ مرکز ہوگا۔

اس موقع پر اہالیان غواڑی نے ۵۰ طلباء کے اخراجات کا بار برداشت کرنے کا اطمینان دلایا تو انجمن نے بالاتفاق مدرسہ غواڑی کو مرکز قرار دیا۔ الحمد للہ

دار العلوم کی تنگدستی کی ایک مثال:

جامعہ دار العلوم وطن عزیز کے بڑے مدارس میں شمار ہوتا ہے۔ البتہ نشر واشاعت کی دنیا سے دور ہونے کی وجہ سے یہ کماحقہ عوام الناس میں معروف نہیں۔

ایک دور ایسا بھی گزرا ہے کہ دار العلوم میں پانی کا شدید بحران تھا ایک آب کش موسم سرما کے چار ماہ کنویں سے ٹین میں پانی اٹھا کر لاتا تھا۔ جسے دو بیرل میں جمع کیا جاتا۔ سردی سے پانی جم جاتا تو گرم کرنے کے لئے بھی چنداں سہولت میسر نہ ہوتی۔ یہ سلسلہ تقریبا ۱۹۸۰ کے بعد تک جاری رہا۔

اس جان گسل تکلیف سے اس وقت قدرے خلاصی پائی کہ ناظم دار العلوم مولانا عبدالرحمٰن خلیق مرحوم کی انتھک کاوشوں سے ۱۹۸۲ میں دار العلوم اور دیگر بستیوں میں پائپ لائن بچھائے گئے۔ مگر ادارہ پانی کے بعض مسائل سے اب تک دوچار ہے۔ اللہ تعالی سے امید ہے کہ بہتر وسائل اور سہولتوں سے مالامال کرے گا۔ وما ذلك على الله بعزيز

(جاری ہے)

المراجع:

1- دار العلوم کے ادوار ستہ از حاجی خلیل الرحمٰن
2- تاریخ الدعوۃ الاسلامیہ فی بلتستان از محمد شریف بلغاری
3- گوشوارہائے دار العلوم ترتیب حاجی خلیل الرحمٰن
4- افادات از مولانا عبدالباقی و مولانا محمد حسن اثری وغیرہ